# 49002-اعتکاف کے لیے کم از کم مدت

## سوال

اعتکاف کی کم از کم مقدت کتنی ہے ؟
کیا ممکن ہے کہ میں تھوڑا وقت اعتکاف کرلوں، یا کہ کچھ ایام کا اعتکاف کرنا ضروری ہے ؟

## پسندیدہ جواب

اعتکاف کی کم از کم مدت میں علماء کرام کا اختلاف ہے :

جمہور علماء کرام کہتے ہیں ایک لحظہ کا بھی اعتکاف ہوسکتا ہے، امام احمد، امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا مسلک یہی ہے .

دیکھیں : الدر المختار (445/1) المجموع (489/6) الانصاف (566/7).

امام نووی رحمہ اللہ تعالی "المجموع" میں کہتے ہیں :

اور اعتکاف کی کم از کم مدت میں جمہور علماء کرام نے جو صحیح بیان کیا ہے، کہ اس میں مسجد میں ٹھرنے کی شرط لگائی ہے، اس میں کثیر اور قلیل حتی کہ ایک گھنٹہ اور لحظہ بھی ہے . اھ اختصار کے ساتھ

دیکھیں : المجموع للنووی (514/6).

اور انہوں نے کئی ایک دلائل سے استدلال کیا ہے :

1–لغت میں اعتکاف ٹھرنے کو کہتے ہیں، اور یہ کم اور زیادہ مدت پر صادق آتا ہے، اور شریعت میں کوئی دلیل نہیں ملتی جو اس مدت کو محدود اور معین کرتی ہو.

ابن حزم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

" عربی لغت میں اعتکاف ٹھرنے کو کہتے ہیں، تو مسجد میں اللہ تعالی کے قریب کی نیت سے ٹھرنا اعتکاف کہلاتا ہے . . . . چاہے مدت کم ہو یا زیادہ، کیونکہ قرآن و سنت نے کوئی تعداد اور وقت مقرر نہیں کیا "اھ

دیکھیں : المحلی ابن حزم (179/5).

2–ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالی نے یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہ :

" میں ایک گھڑی مسجد میں رہونگا، اور اعتکاف کے لیے ہی ٹھرونگا اس سے ابن حزم رحمہ اللہ تعالی نے ابن حزم میں دلیل پکڑی ہے .

دیکھیں : ابن حزم (179/5) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے اس روایت کو فتح الباری میں ذکر کرنے کے بعد اس پر سکوت اختیار کیا ہے.

اور گھڑی وقت کا ایک حصہ ہے، آج اصطلاح میں جو ساٹھ منٹ کا گھنٹہ ہے وہ مراد نہیں.

اور بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ اعتکاف کی کم از کم مدت ایک دن ہے، یہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی سے ایک روایت اور بعض مالکیہ کا قول ہے.

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

"اعتکاف مسجد میں اللہ تعالی کی اطاعت کے لیے ٹھرنے کو کہتے ہیں چاہے تھوڑی یا زیادہ دیر کے لیے ٹھرا جائے، کیونکہ میرے علم کے مطابق اس کی تحدید میں کوئی دلیل وارد نہیں، نہ تو ایک دن اور نہ ہی دو دن یا اس سے زیادہ، اور یہ اعتکاف ایک مشروع عبادت ہے، لیکن اگر کوئی شخص نذر مانے تو یہ واجب ہو جاتا ہے، اور یہ مرد اور عورت میں برابر ہے. اھ

دیکھیں : مجموع الفتاوی ابن باز (441/15).

واللہ اعلم.